ریشی نامہ acc-16(S.A)

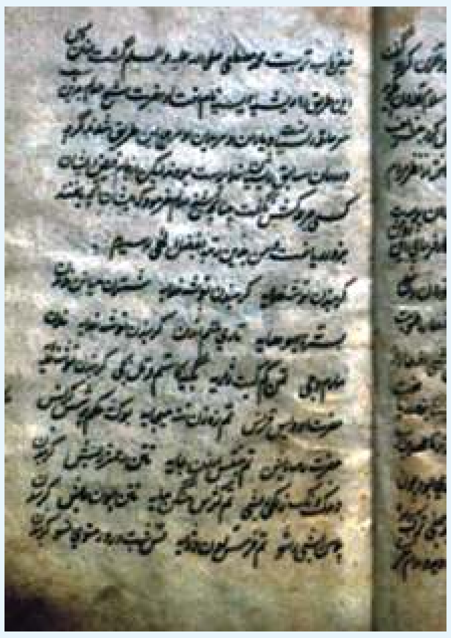

شیخ العالم نورالدین ولی نورانیؒ کے خلیفۂ دوم شیخ زین الدین متوفی ۸۵۲ہجری (۱۴۴۸ء) ۱۲ ادِہک (اردو بیساکھ) کے احوال و کرامات میں منظوم رسالہ ہے۔ مصنف نے یہ رسالہ دوستوں کی ایک جماعت کے ایماء و اصرار پر لکھا ہے۔ اصل مطلب پر آنے سے پہلے اپنے پیر جناب عبدالغنی شافی رحمتہ اللہ علیہ اور اُوستاد ولی اللہ کی تعریف ہے۔ بعدازاں سبب تالیف کتاب ہے۔ مصنف کے مطابق زین الدین ریشی کے احوال و کرامات تواریخ کشمیر مثلاً تاریخ سید علی، تذکرہ بابا حاجی ادہم و خواجہ اعظم، تاریخ شایق، تاریخ میر سعد اللہ شاہ آبادی۔ مجموعہ التواریخ اور نورنامہ نصیب الدین غازی پر مبنی ہیں۔

مضمون تذکرہ بزبان کشمیری منظوم (مثنوی) مؤلف (افضل)، تاریخ تصنیف ۱۳۰۷ھ (۱۸۹۰ء/۱۸۸۹ء)، ناقل خضر مہرازہ، تاریخ نقل یکم ماہ ہاڑ ۱۹۹۶ب سے ۱۸ ساون ۱۹۹۶ب تک۔ ناقل نے یہ ریشی نامہ محمد لون ولد منور لون ساکن عیش مقام شریف کے لئے تحریر کیا ہے۔ خط نستعلیق زشت، بھدا، کاغذ مشینی، فولیو: ۷۰، ابیات فی صفحہ: ۱۰، مضامین کی سرخیاں لال روشنائی سے فارسی زبان میں، تقطیع ۳، ۱۵x۱۹ سینٹی میٹر۔

شروع:	بعد حمد خدا و نعتِ رسول	بشنوایں نکتہ را بسمعِ قبول
اختتام:	ملک گفت از سر کامی گہوک شاد	رضائی زین الدین ژہانڈن بہ امداد

کاتب کا اختتامیہ: ایں ریشی نامہ برای خواندن محمد لون ولد منور لو کن ساکن عیش مقام شریف است، بتاریخ ابتدائے یکم ماہ ہاڑ ۱۹۹۶ اِلٰی ۱۸ ساون ۱۹۹۶ بکرمی، بدستخط فقیر الحقیر خضر مہرازہ اختتام شد الحمد للہِ رب العالمین۔

☆☆☆

ریشی نامہ منظوم acc-497

ردیف لام پر مبنی یہ طویل قصیدہ عنوان کے مطابق ریشیان (زاہدان) کشمیر کے محامد و اوصاف میں ہے جو ریشانِ کرام مخصوص طور پر قصیدہ میں مذکور ہوئے ہیں، یہ ہیں:

ہردی بابا ریشی، شیخ میرک، شیخ نورالدین ریشیؒ، شیخ بام الدین، بابا شکر الدین، نوروز ریشی، گنگ ریشی، ارزن (ارجن) ریشی، روپہ ریشی اور بابا حیدر۔

علاوہ ان ریشانِ کرام کے تذکرہ قصیدۂ لامیہ مذکور غسل اور ترکِ لحم کے متعلق بعض فقہی مسایل کا بھی حامل ہے۔ شاعر نے دانستہ وہ دلایل دئے ہیں جو گوشت خوری کو منع کرتے ہیں کیونکہ یہ ایذائے حیوانات کا سبب ہے۔

مضمون شعر و ادب (تذکرہ)، زبان فارسی، قصیدہ نگار بابا داؤد خاکی متوفی ۲ر صفر ۹۹۴ ہجری (جمعرات ۱۳ر جنوری ۱۵۸۶ء)، بوجہ ناقص الآخر کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور۔

اس کے ساتھ ہی چا اوراق (۸ صفحات) اخیر پر بزبان فارسی کشمیر کی منظوم تاریخ کے ملحق ہیں۔ یہ تاریخ راجہ سہدیو کے وقت سے متعلق ہے جو ۷۰۵ ہجری (۱۳۰۶/۱۳۰۵ء) میں کشمیر کا راجہ وہا تھا اور جس کے عہد میں ذوالقدر خان المعروف ذوالچو نے کشمیر میں تباہی و بربادی مچائی تھی۔ بعدازاں شہمیر، سلطان صدرالدین اور بابا بلبل کی آمد اور سلطان صدرالدین کے نام ہیں۔ نستعلیق (زشت خط)، کاغذ دیسی (کشمیری)، کُل تعداد اوراق ۱۱ (صفحات ۲۲)، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۵، ۱۲x۱۹، ۲ سینٹی میٹر۔

ابتداء:	بعد حمد خالق و نعتِ رسول ذوالجلال	با دُعای آل و اصحابش بکن گوش ایں مقال
اختتام:	حکمراں تا دو سال شش ماہ بود	بعدازاں نقل زین جہان فرمود

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

☆☆☆

ریشی نامہ ACC-4(S.A)

ریشی نامہ کی پہلی نقل ہے، دوسری نقل جو اس سے قدیم ہے شمارہ نمبر ۵ کے تحت بیان کی جا چکی ہے۔ ترتیب مضامین وہی ہے جو وہاں بالتفصیل مذکور ہوئی۔

مضمون تذکرہ، زبان فارسی و کشمیری، مؤلف بابا کمال، ساکن چرار شریف کشمیر۔

تاریخ آغاز تالیف ۱۵ ماہ مبارک رمضان ۱۲۴۶ ہجری (اتوار، ۲۷ر فروری ۱۸۳۱ء) اور اس تاریخی شعر (ص ۳۷۱) کے مطابق تاریخ اتمام ۱۲۵۱ھ (۱۸۳۶/۱۸۳۵ء) ہے:

چو از سال تمامش دل بیاسود
ہزار و دوصد و پنجاہ و یک بود

ناقل: معشوق بابا ریشی ساکن چرار شریف، تاریخ نقل ۲ر رجب ۱۳۲۵ھ (اتوار ۱۱ر اگست ۱۹۰۸ء)، تصحیح کنندہ غلام محمد کلیم، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، صفحات ۳۷۳، سطور فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۱۴x۲۲ سینٹی میٹر۔

شروع: ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا نورنا واغفرلنا وارحمنا انک علیٰ کل شئی قدیر۔ حمد بیحد و عدو شکر بیعد و حد مر حضرت خالقی سزد کہ ذات او منزہ است از لطمۂ زوال و صفاتِ او مبراست از وطۂ انتقال

اختتام: تذکار ریشیانست از خواندنش بہر دم
از بہر سال اتمام اجری عظیم یابد

اس شعر کی رو سے کتاب کا دوسرا نام ''تذکار ریشیاں'' بھی ہے۔

کاتب کا اختتامیہ: ایں کتاب ریشی نامہ عنبر شامہ عشرت علامہ کرامت ختامہ بید فقیر الحقیر معشوق بابا ریشی حسب الفرمایش خلیل بابای قادر غلطی کشندۂ ایں کتاب مستطاب اصعف عباد اللہ غلام محمد کلیم ساکنان مقام چرار شریف در ہنگام نیک صورت اتمام تحریر یافت بتاریخ غلط کشی ۲ر رجب ۱۳۲۵ھ۔

علاوہ ازیں مخطوطہ کے ساتھ یہ کتابیں بھی ملحق ہیں:

۱۔ مجموعۂ احادیث ۳۹ صفحات۔

۲۔ احوال و کوائف میر سید علی و دیگر بزرگان کرام صفحات ۲۷۔

☆☆☆

راجوری اور پونچھ

قدیم تذکروں اور سفرناموں کی روشنی میں

گزشتہ سے پیوستہ

اس سلسلے میں جناب این کے زتشی نے ''تاریخِ زین العابدین'' میں بڑی تفصیل کے ساتھ شاہ میر کے وطن کے بارے میں بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ شاہ میر کا اصل وطن بُدھل راجوری تھا۔ وہ جونراج کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شاہ میر کا اصل وطن پنچ گھوارہ تھا اور شاہ میر کے اجداد نے پنچ گھوارہ کی سرحد پر ایک قصبہ بھی آباد کیا تھا جس کا نام گربھا ہار پور (Gurbharpur) تھا اور شاہ میر کھش قبیلے کا فرد تھا۔ زتشی نے پنچ گھوارہ اور گربھ ہار پور کی نشاندہی علاقہ راجوری کے گاؤں ''پنچ گبر'' ہے جو راجوری اور بدھل کے درمیان واقع ہے۔ گربھ ہار پور کی نشاندہی گبر گاؤں سے کی ہے جو بُدھل قصبے کے قریب واقع ہے۔ اس طرح زتشی نے ثابت کیا ہے کہ شاہ میر کا اصل وطن راجوری کا علاقہ بُدھل تھا۔ شاہ میر کے وطن کے بارے میں سب سے اہم بات جو سامنے آتی ہے وہ مشہور فارسی مورّخ ابوالقاسم کی ''تاریخِ فرشتہ'' میں درج ہے۔ تاریخِ فرشتہ میں شاہ میر کے بارے میں ذکر کا اقتباس یوں ہے:

''اب سلاطینِ کشمیر کا ذکر کرتا ہوں جو کشمیر کے فرمانروا ہوئے۔ یہاں ۷۱۵ھ تک سہہ دیو کی حکمرانی تھی۔ جبکہ شاہ مرزا نامی ایک شخص بہ لباسِ قلندری کشمیر میں وارد ہوا اور راجہ کا نوکر ہوا۔ وہ اپنا حسب یوں بیان کرتا ہے ''شاہ مرزا ابن طاہر بن آل بن گرشاپ بن نکودر'' اور نکودر کا حسب ارجن پانڈو تک پہنچتا ہے''۔

ابوالقاسم شاہ میر کو شاہ مرزا لکھا ہے جس سے راجوری کے شاہی مرزا خاندان کے ساتھ بھی اُس کی وابستگی ظاہر ہوتی ہے۔ چونکہ کشمیر میں مرزا خاندان کے لوگ اُس زمانہ میں آباد نہ تھے اس لئے ہوسکتا ہے کہ شاہ میر نے کشمیر پہنچ کر اپنا نام شاہ مرزا کے بجائے شاہ میر بتایا ہو کیونکہ میر لقب کشمیر میں مقبول تھا۔ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ شاہ میر کا راجوری کے علاقہ سے تعلق تھا۔

زتشی، تاریخ زین العابدین اور محمد دین فوق تاریخ بڈشاہی میں لکھتے ہیں کہ کشمیر کے سلطان علی شاہ اور اُس کے بھائی شاہی خان (بڈشاہ) کے درمیان ۱۴۲۰ء میں اقتدار کی حتمی جنگ راجوری کے علاقہ تھنہ منڈی میں لڑی گئی تھی جس میں علاقہ راجوری کے ٹھکر اور ملک قبائل نے شاہی خان کا ساتھ دیا تھا۔ علی شاہ گرفتار ہو کر قتل ہوگیا جبکہ شاہی خان سلطان زین العابدین بڈشاہ کے لقب سے کشمیر کے تخت پر جلوہ افروز ہوگیا تھا۔

۱۵۸۶ء میں جب کشمیر مغلوں نے فتح کیا تو راجوری کی چھوٹی سی ریاست کی اہمیت بہت بڑھ گئی کیونکہ مغلوں نے کشمیر کو لاہور کے ساتھ رابطے کے لئے مغل روڈ کو اپنا لیا جس کا ایک بڑا حصہ راجوری کی ریاست سے گزرتا تھا۔ اب ایک طرف مغل روڈ کے پڑاؤں یعنی نوشہرہ، چنگس، راجوری شہر، تھنہ منڈی اور بہرام گلہ وغیرہ میں سُرخی اور اینٹوں کے استعمال سے عمارات کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوگیا اور دوسری جانب مغل شہنشاہوں اور شاہی کاروانوں کی کشمیر کی طرف آمد و رفت جاری ہوگئی جس کے باعث راجوری کا علاقہ رونقوں، رنگوں، خوشیوں اور چہل پہل کا مرکز بن گیا۔ شہنشاہ اکبر ۱۵۸۷ء پہلی بار، راجوری کے راستے کشمیر گئے تھے۔ اس سفر کے بارے مین اقبال نامہ اکبری میں یوں درج ہے:

''شہنشاہ اکبر نے ۱۶ر فروری ۱۵۸۷ء کو راوی سے کوچ کیا۔ تین ہزار سنگ تراش اور خارہ شگاف و دس ہزار کارگزار پہلے راستے کی ہمواری کے لئے روانہ کئے۔ بادشاہ کوچ بکوچ بھمبر پہنچا۔ پھر راجوری آیا اور شہر کے قریب جموں میں اُترا......راجوری کے مقامی راجہ مست ولی خان نے سابق خدمت گزاری جو کہ راجہ نے فتح کشمیر کے وقت انجام دی تھی، کا پروانہ بادشاہ کو دکھایا۔ بادشاہ نہایت متاثر ہوا اور راجہ کے اہل خاندان کو میرزا کے خطاب سے نوازا......''

شہنشاہ جہانگیر نے ۱۶۰۵ء اور ۱۶۲۹ء کے درمیان تیرہ مرتبہ کشمیر جاتے ہوئے راجوری میں قیام کیا تھا۔ اُس کے دور میں مغل روڈ تعمیرات کا کام مکمل ہوا اور شاہی کاروانوں کی کشمیر آمد و رفت میں اضافہ ہوا۔ ۱۶۲۰ء میں جب وہ راجوری پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ مقامی ہندو اور مسلمان آپس میں شادیاں کرتے ہیں اور مسلمان بھی اہلِ ہنود کی سَتّی کی رسم کو اس طرح جاری رکھے ہوئے ہیں کہ عورت کو خاوند کے ساتھ زندہ دفنا دیا جاتا ہے۔ شہنشاہ نے راجوری میں رائج اس بدعت کے خاتمے کے لئے احکام صادر فرمائے۔ اقبال نامہ جہانگیری میں اس واقعے کا یوں ذکر آیا ہے:

''دوسرے روز ہم موضع راجور آئے۔ یہاں کے لوگ قدیم زمانہ میں ہندو تھے۔ اس سرزمین کے بڑے زمیندار کو راجہ کہا جاتا ہے جس طرح ہندو عورتیں خاوند کی موت پر اُن کے ساتھ زندہ جلتی ہیں اُسی طرح یہاں کے مسلمان راجاؤں کی عورتیں بھی کے انتقال کی صورت میں زندہ دفن ہوجاتی ہیں۔ بعض اوقات ہندوؤں کے ساتھ رشتہ داریاں بھی طے پایا کرتی تھیں۔ چنانچہ شہنشاہ نے فرمان جاری کیا کہ آئندہ راجہ ایسی بدعتیں اپنے علاقے میں نہ ہونے دے گا۔ نہ کوئی عورت زندہ دفن کی جائے گی، نہ کسی ہندو کو مسلمان لڑکی کا رشتہ دیا جائے گا۔ اگر آئندہ کوئی شخص ان بدعتوں کا مرتکب ہوا تو اُسے سزا دی جائے گی''۔

ظفر اللہ خان، تاریخ راجگانِ راجور میں لکھتے ہیں کہ ۱۹۴۴ء میں شہنشاہ شاہِ جہاں لاہور سے کشمیر روانہ ہوا تو شہزادہ اورنگ زیب بھی اُن کے ساتھ تھا۔ جب شہنشاہ راجوری پہنچا تو مقامی راجہ تاج الدین خان نے مہمان نوازی اور خدمت گزاری کے فرائض انجام دیئے۔ کئی روز تک شاہی قافلہ راجوری میں خیمہ زن رہا۔ اِسی دوران شاہ جہاں راجوری کے راجہ کے حُسنِ سلوک سے نہایت متاثر ہوا اور اُس کی پچھلی خدمات و راجوری کے ریاست کی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تاج الدین سے اُس کی لڑکی راج بانی کا رشتہ اورنگ زیب کے لئے قبول کیا۔ اگرچہ شہزادہ اورنگ زیب کی ۱۶۳۶ء میں شادی ہوچکی تھی لیکن بادشاہ کے حکم پر اُنہوں نے دوسری شادی قبول کی۔ اورنگ زیب کا نکاح راج بانی سے پڑھایا گیا اور تمام رسومات ادا ہوئیں۔

کشمیر پر مغلوں کے عہد میں علاقہ پونچھ میں بھی ایک ریاست کا قیام عمل میں آتا ہے۔ منشی محمد دین فوق ''تاریخِ اقوامِ پونچھ'' میں لکھتے ہیں کہ شہنشاہ اکبر، جو کہ تین مرتبہ کشمیر آئے تھے، نے اپنا دوسرا سفر ۱۵۹۶ء میں پونچھ کے مغربی علاقے کہوٹہ حاجی پیر کے راستے کیا تھا۔ اس دورے مین شہزادہ سلیم اُن کے ہم رکاب تھے۔ جب شاہی یہ کارواں پونچھ شہر سے ۱۲ر میل شمال میں کہوٹہ کے مقام پر رُکا ہوا تھا تو وہاں کے مقامی سردار چوہدری حبیب گجر اور اُس کے نَو مسلم داماد سراج الدین راٹھور عرف سُرجن سنگھ نے شاہی کارواں کی بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ آو بھگت کے فرائض انجام دیئے۔ شہزادہ سلیم، سراج الدین کے حُسن اخلاق سے اور حسب نسب کو جان کر نہایت متاثر ہوا اور اُسے اپنے والد شہنشاہ اکبر کے رُوبرو پیش کیا اور اپنے والد سے علاقہ پونچھ جاگیر کے طور پر دلوا کر اُسے پونچھ کا راجہ تسلیم کروالیتا ہے۔ سراج الدین راٹھور عرف سرجن سنگھ راجگی کا پروانہ لے کر موجودہ پونچھ شہر میں آجاتا ہے اور مغل فوج کی مدد سے ۱۵۹۶ء میں پونچھ ریاست میں اپنی حکومت قائم کرلیتا ہے۔ سراج الدین نے ۱۶۴۵ء تک پونچھ پر اپنا اقتدار قائم رکھا۔ اُن کی وفات کے بعد راجہ فتح محمد خان راٹھور ۱۶۴۵ء تا ۱۷۰۰ء راجہ عبدالرزاق خان بہادر خان راٹھور ۱۷۹۸ء۔۱۷۹۲ء تک پونچھ کے حکمران رہے۔ ۱۷۹۸ء میں راجہ خان بہادر خان راٹھور کو ایک سازش کے تحت سری نگر میں زہر دے کر ہلاک کردیا جاتا ہے اور پونچھ کے تخت پر اُس کا وزیر روح اللہ خان سانگو گجر قبضہ کرلیتا ہے۔ اگرچہ راٹھوروں کی شاخ سے سدھرون کے راجہ شیر باز خان ۱۸۰۴ء میں روح اللہ خان سے حکومت چھین لیتے ہیں لیکن روح اللہ ۱۸۰۸ء میں افغان گورنر کشمیر کی مدد سے پھر پونچھ کا اقتدار حاصل کرلیتا ہے اور اپنے بیٹے امیر خان اور پوتے میر باز کی وساطت سے پونچھ پر ۱۸۱۹ء تک حکومت کرتا ہے۔ لیکن مہاراجہ رنجیت کے دوسرے حملہ کشمیر میں روح اللہ خان اور اُس کا بیٹا امیر خان مارے جاتے ہیں جبکہ پوتا میر باز خان مہاراجہ کے ساتھ مل جاتا ہے۔ مگر ۱۸۲۰ء میں میر باز کو بھی خالصہ سرکار اکھیڑ پھینکتی ہے اور یہاں خالصہ دربار کے گورنر متعین ہوجاتے ہیں جو ۱۸۴۶ء تک حکومت چلاتے ہیں۔ ۱۵ر اپریل ۱۸۴۶ء میں معاہدۂ امرت سر کے تحت جب ریاست جموں و کشمیر کا وجود عمل میں آتا ہے اور جموں کے راجہ گلاب سنگھ مہاراجہ کے لقب سے ریاست کا اقتدار حاصل کرلیتے ہیں تو راجوری ریاست کی طرح علاقہ پونچھ بھی مہاراجہ کے تصرف میں چلا جاتا ہے۔

(جموں کشمیر لداخ نمبر، جلد: ۴۳، شمارہ ۶۔۱۰، صفحہ ۱۷۵)

(جاری)

☆☆☆

کلچرل اکیڈمی
اور ملک کے نامور علمی، ادبی اور تحقیقی اداروں کی مطبوعات
خریدنے کے لئے تشریف لائیں
کتاب گھر
مولانا آزاد روڈ، سرینگر / کنال روڈ، جموں / فورٹ روڈ، لیہہ